بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

کسی قوم کی اجتماعی طاقت جن عوامل سے وجود میں آتی ہے ان میں سے ایک اہم عامل اس کے اندر قانون جزا و سزا کا اجراء اور نفاذ ہے۔ اسلام اس قانون کو صرف آخرت تک محدود نہیں رکھتا ہے بلکہ اس دنیا میں بھی مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ نیکی، حسن اخلاق اور حسن کارکردگی پر اپنی قوم کے افراد کی حوصلہ افزائی کریں اور انہیں ان خوبیوں کا صلہ بہم پہنچائیں۔ اسی طرح جرم اور برائی کی سزا کے لیے بھی اسلام نے قوانین وضع کیے ہیں۔

دنیا میں جزا و سزا کا معاملہ افراد کے ساتھ اسی طرح ہونا چاہیے جس طرح اللہ تعالےٰ آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ معاملہ کرے گا۔ اب جہاں تک آخرت کی جزا و سزا کا تعلق ہے سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ صمد اور بے نیاز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اللہ مومنوں اور نیک کردار لوگوں کا دوست ہے مگر اس دوستی کی نوعیت انسانوں کی باہمی دوستی سے مختلف ہے۔ جس میں نیک کرداری یا ایمانی کیفیت کا لحاظ کم ہی کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں انسانی اعمال کے مطابق اپنے بندوں کو ان کا اجر دے گا یا انہیں سزا و عقوبت کا مستحق قرار دے گا۔ اس کا عدل بے لاگ ہے۔ مگر اس دنیا میں ہم اکثر جادہ عدل سے ہٹ جاتے ہیں اور جزا و سزا کے معاملہ میں انصاف سے کام نہیں لیتے ہیں۔ حالانکہ تخلقوا باخلاق اللّٰہ (اللہ کے اخلاق کی پیروی کرو) کے اصول کے مطابق اس دنیا میں بھی ہمیں جزا و سزا کے معاملہ میں کسی دوستی، رشتہ داری یا ذاتی تعلق کا لحاظ نہیں کرنا چاہیے ورنہ سارا قانون جزا و سزا معطل ہو کر رہ جائے گا۔ معاشرہ میں بدکرداری پھیل جائے گی اور نیکوکاری کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

کے مقابلہ میں اس قوم کو ناکامی اور شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

ہمارے معاشرہ کو چونکہ اسلامی خطوط پہ استوار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اس لئے ہمارا دینی فریضہ ہے کہ جزا و سزا کے معاملہ میں ہم بے لاگ انصاف کا اہتمام کریں اور ایسے تمام طریقوں کا مکمل انسداد کریں جن کی وجہ سے محنت ، دیانت ، یا قابلیت کو اس کا جائز صلہ ملنے میں دشواری ہو یا ہوشیار اور چالاک افراد اپنے جرم اور گناہ کی پاداش سے بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو جائیں ۔

محمد مظہر الدین صدیقی ۔